تاثرات

۳۰ جنوری ۱۹۸۲ء کو ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ کے بانی و مؤسس ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کی وفات پر تئیس سال گزر چکے ہیں۔ وہ ۳۰ جنوری ۱۹۵۹ء کو فوت ہوئے تھے۔ وہ مجلس یادگار خلیفہ عبدالحکیم کی طرف سے ادارے میں ان کی تئیسویں برسی منائی گئی۔ صدارت چیف جسٹس (ریٹائرڈ) جناب شیخ انوار الحق نے کی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض خلیفہ صاحب مرحوم کی صاحبزادی ڈاکٹر رفیعہ حسن نے انجام دیئے۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد ادارۂ ثقافت اسلامیہ کے ڈائریکٹر پروفیسر محمد سعید شیخ نے صدر جلسہ اور شرکائے جلسہ کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا اور خلیفہ صاحب مرحوم کے وقیع کارناموں پر روشنی ڈالی۔ مولانا محمد حنیف ندوی، پروفیسر خواجہ غلام صادق اور پروفیسر شمیم راٹھور نے مقالے پڑھے۔ پروفیسر وارث میر نے زبانی تقریر کی۔ بعد میں صدر جلسہ شیخ انوار الحق نے صدارتی تقریر کی۔ مقالہ نگار حضرات اور مقررین کرام نے خلیفہ صاحب مرحوم کے بارے میں اپنے اپنے تاثرات بیان کیے اور ان کے علمی اور تحقیقی مرتبے کی وضاحت کی۔ مولانا ندوی کا مقالہ "المعارف" کی اسی اشاعت میں درج ہے۔ باقی دو مقالے ان شاء اللہ آئندہ شمارے میں شائع ہوں گے۔

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم مرحوم باغ و بہار شخصیت کے مالک تھے۔ نہایت ذہین اور معاملہ فہم۔ عالم، ادیب اور متعدد اردو اور انگریزی کتابوں کے مصنف۔ اصلاً لاہور کے رہنے والے لیکن عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد (دکن) میں شعبہ فلسفہ کے صدر تھے۔ ۱۹۴۹ء میں حیدرآباد سے لاہور آ گئے۔ ان کا بہت بڑا کارنامہ ادارۂ ثقافت اسلامیہ کی تاسیس و قیام ہے۔ اس کا پس منظر بیان کرتے ہوئے پروفیسر محمد سعید شیخ نے بتایا:

"جب خلیفہ صاحب عثمانیہ یونیورسٹی میں پروفیسر تھے، ملک غلام محمد (جو بعد میں پاکستان کے گورنر جنرل بنے) ریاست حیدرآباد کے وزیر خزانہ تھے۔ خلیفہ صاحب اور غلام محمد صاحب میں خاصی بے تکلفی تھی اور دونوں کی ملاقات عام طور پر عثمانیہ یونیورسٹی کلب میں ہوتی تھی۔ ملاقات کے دوران سنجیدہ موضوعات بھی زیر بحث آتے تھے اور لطیفہ بازی کا سلسلہ بھی چلتا تھا۔ خلیفہ صاحب حیدرآباد کی حکومت ترک کرکے لاہور آ گئے تو

غلام محمد صاحب کے گورنر جنرل مقرر ہونے کے بعد ان سے ملاقات کے لیے گئے۔ اثنائے گفتگو میں خلیفہ صاحب نے بے تکلفی کے انداز میں پنجابی میں ان سے کہا، خود تو ملک کے گورنر جنرل بن گئے ہو، کچھ ہمارے متعلق بھی سوچا؟ انھوں نے پوچھا، آپ کیا چاہتے ہیں؟ خلیفہ صاحب نے جواب دیا، آپ کو معلوم ہے کہ میرا کام تو لکھنا پڑھنا ہے، اس کے لیے کنج عزلت اور ایسے اہل علم احباب کی ضرورت ہے جن سے علمی اور بالخصوص اسلامی موضوعات پر مبادلۂ خیالات ہو سکے۔

"خلیفہ صاحب کے نقطۂ نظر سے آگاہ ہونے کے بعد غلام محمد صاحب نے کہا، آپ اپنے لیے کنج عزلت تلاش کیجیے، ہم اسے آپ کی تحویل میں دے دیں گے۔ اب خلیفہ صاحب کے حسن نظر نے "نرسنگ داس گارڈن" کا انتخاب کیا اور اس طرح "ادارۂ ثقافت اسلامیہ" کا قیام عمل میں آیا۔ یہ بلڈنگ اس کا دفتر قرار پائی اور کام کے لیے غور و فکر ہونے لگا۔ ابتدا میں جن اہل علم کو خلیفہ صاحب نے اپنے گرد جمع کیا وہ تھے، مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا سید محمد جعفر شاہ پھلواروی، ڈاکٹر رفیع الدین، رشید اختر ندوی، مظہر الدین صدیقی، خواجہ عباد اللہ اور سید رئیس احمد جعفری ــ اس طرح ادارے کے لیے اصحاب علم و فکر کا ایسا عملہ وجود میں آیا جو مشرق و مغرب اور قدیم و جدید کا حسین امتزاج تھا۔ خلیفہ صاحب ان حضرات کو اپنا علمی سرمایہ اور تحقیقی اثاثہ قرار دیتے، ادارے سے متعلق ہر معاملے میں ان کو شریک مشورہ کرتے، ان کی رائے کو خاص اہمیت دیتے اور لوگوں کے سامنے ان میں سے ہر ایک کی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے۔"

خلیفہ صاحب مردم شناس صاحب علم تھے، وہ اپنے رفقائے کار کی علمی قابلیت سے خوب آگاہ تھے اور جانتے تھے کہ کس کے سپرد کون سا موضوع کرنا چاہیے۔ وہ ہر شخص سے اس کے ذوق اور ذہنی صلاحیت کے مطابق کام لیتے۔ انھوں نے تقریباً دس سال ادارے کی خدمت کی۔ اس عرصے میں ادارے کی طرف سے چوہتر[۷۴] کتابیں شائع ہوئیں۔ بقول پروفیسر محمد سعید شیخ "دس سال کا یہ زمانہ خلیفہ صاحب کی زندگی کا بہترین زمانہ تھا۔ اس عرصے میں یہ ادارہ ملک و قوم کے لیے ایک نظریاتی محمل یا فیکٹری کی حیثیت اختیار کر گیا، جہاں ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے مطلوبہ لٹریچر تیار ہونے لگا۔ خود خلیفہ صاحب کی اپنی پہلی کتاب "اسلامک آئیڈیالوجی" جو انگریزی زبان میں ہے، ادارے کی طرف سے شائع ہوئی۔ اسی طرح دوسری کتاب

"اسلام اینڈ کمیونزم" معرضِ اشاعت میں آئی، جس میں اسلام اور کمیونزم کے مختلف نظریوں کا نہایت بصیرت افروز تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔" انگریزی میں ان کی اور بھی متعدد کتابیں ادارے کی طرف سے شائع ہوئی ہیں۔ اردو میں بھی انھوں نے بہترین کتابیں تصنیف کیں۔

خلیفہ صاحب ہی کے زمانے میں ادارے کی طرف سے ماہ نامہ "ثقافت" جاری ہوا، جس کا نام ۱۹۶۷ء میں ڈاکٹر شیخ محمد اکرام نے "المعارف" رکھا۔

بہرحال ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ خلیفہ عبدالحکیم مرحوم کی ایک بہت بڑی علمی اور تحقیقی یادگار ہے جو اپنے محدود وسائل کے باوجود تصنیف و تالیف کے ذریعے اسلام کی خدمات انجام دے رہا ہے۔